رسائل و مسائل

ایک حدیث پر اعتراض اور اس کا جواب

(از ملک غلام علی صاحب)

سوال - بخاری شریف کا مطالعہ کرتے ہوئے کتاب الطلاق میں ایک حدیث اپنی کم علمی کی وجہ سے سمجھ نہ سکا اس لیے دلی تسلی کے لیے آپ سے رجوع ضروری سمجھا۔ امید ہے اپنی مصروفیت کے باوجود جواب سے مستفید فرمائیں گے۔ حدیث کتاب الطلاق میں ہے۔ باب کا عنوان ہے "جو شخص کسی سبب سے طلاق دے تو جائز ہے۔ اور کیا مرد کو طلاق دیتے وقت عورت کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہے"۔ حدیث کا نمبر ۲۰۴ ہے جو نور محمد اصح المطابع کراچی کی مترجمہ صحیح بخاری سے لیا گیا ہے۔ حدیث کے راوی ابو اسیدؓ ہیں۔ اس حدیث نبوی میں نبی اکرم صلعم جونیہ نامی عورت سے اکیلے باغ میں ملے جہاں جونیہ نے نبی اکرم صلعم پر بہت برے الفاظ استعمال کیے اور اس سے قبل نبی اکرمؐ نے اس سے فرمایا ھبی لی نفسكِ۔

براہِ کرم اس حدیثِ پاک کے متعلق مندرجۂ ذیل سوالات جو میرے ذہن میں پیدا ہوئے ہیں ان کی تشریح اچھی طرح سمجھا کر کر دیں۔

۱- نبی اکرمؐ جونیہ کے پاس باغ میں کس مقصد کے لیے تشریف لے گئے تھے اور کیوں؟

۲- پہلے آپؐ دو صحابہ کے ساتھ تھے بعد ازاں عورت کے پاس اکیلے گئے۔ آخر کیوں؟

۳- حضور اکرمؐ نے عورت سے کہا تو مجھے اپنا نفس دے دے تو اس بات کی کیا توجیہ کی جا سکتی ہے؟

۴۔ جونیہ نے کہا کہ کیا "ملکہ بھی بازاری لوگوں کو اپنا نفس ہبہ کر سکتی ہے؟" (یعنی نہیں کر سکتی)۔ آخر یہ کلام اس نے کیوں کیا؟

۵۔ کیا نبی اکرمؐ سے اس نے اس طرح انہی الفاظ سے خطاب کیا؟ نبی اکرمؐ سے اس طرح بولنا تو انتہائی نازیبا حرکت ہے۔ اس قسم کی حدیث کو بخاری صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کیا یہ حدیث نبی اکرمؐ کی شان میں ایک گستاخی نہیں؟

۶۔ اگر جونیہ آپؐ کی منکوحہ ہوتی تو آپؐ اکیلے باغ میں نہ جاتے، وہ آپ سے ان الفاظ سے خطاب نہ کرتی، اور آپ اس کی تسلّی اور تسکین کی خاطر اس پر ہاتھ نہ رکھتے۔ آخر اس حدیث کی کیا تشریح ہے؟

۷۔ خدا سے پناہ مانگنے پر نبی اکرمؐ نے جونیہ کو پناہ دے دی اور امان دے دی۔ آخر اس کا کیا مقصد ہے؟

۸۔ حدیث پاک کے آخر میں ہے کہ آپؐ نے اسے (جونیہ کو) سامان دے کر اور دو سفید کپڑے دے کر روانہ کر دیا اس سے کیا مطلب؟

۹۔ حدیث پاک کی تشریح کرتے ہوئے صاحب مترجم نے لکھا ہے کہ جونیہ حضور اکرمؐ کی منکوحہ تھی، لیکن اس کے ولی نے نکاح کیا تھا۔ جونیہ کو نکاح کا علم نہیں تھا کیا ایسا ممکن ہو سکتا ہے؟ اس پر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ اگر جونیہ منکوحہ ہوتی تو آپؐ اسے اپنے حرم میں ہی لے آتے۔ باغ میں جانے کا کیا مقصد؟ اور اس سے اپنا نفس کیوں مانگتے؟ اس کے علاوہ تشریح فرمادیں کہ حضورؐ کا نکاح جونیہ کے ساتھ کس موقع پر ہوا؟ کون کون لوگ موقع کے گواہ تھے؟

آخری بات یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں کیوں جمع کیا؟ اس سے امت کو کیا فائدہ پہنچانا تھا؟

مَیں امید رکھتا ہوں کہ اس حدیث پاک کے ہر پہلو پر تشفی فرمادیں گے تاکہ وہ حضرات

جو اس حدیث سے نکتے نکالتے ہیں ان کو مسکت جواب دے سکوں۔

جواب - بخاری کی جس حدیث کا حوالہ آپ نے اپنے خط میں دیا ہے، اس میں کوئی بات قابلِ تعجب یا باعثِ اعتراض نہیں ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ جس عورت کا ذکر اس حدیث میں ہے، اس نے اور اس کے والد نے نیا نیا اسلام قبول کیا تھا۔ اس کے والد کی خواہش پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نکاح کیا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس عورت نے اپنے والد کی خواہش کا پاس کرتے ہوئے نکاح تو قبول کر لیا لیکن وہ اسے پسند نہیں کرتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس جب خلوت میں گئے تو اس بدنصیب عورت نے ایسا طرزِ عمل اور طرزِ تکلم اختیار کیا جس سے یہ واضح ہو گیا کہ وہ آپ کی قیدِ نکاح میں رہنا نہیں چاہتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حقیقتِ حال کا اندازہ ہو گیا تو آپ نے اسے بلا تاخیر نکاح سے خارج کر کے اور کچھ دے دلا کر رخصت کر دیا۔ بس یہ مختصراً اس واقعہ کی حقیقت ہے جس پر آپ نے سوالات کی یہ طویل فہرست مرتب کر کے بھیجی ہے۔

آپ نے بخاری کا جو ترجمہ پڑھا ہے، اگر اس کے حاشیے میں یہ لکھا ہے کہ جَونیہ کا نکاح اس کے والد نے اس کے علم و اذن کے بغیر کیا تھا تو یہ بات غلط ہے، کیونکہ بالغہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ صحیح صورتِ حال وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی ہے۔ یہ خیال بھی غلط ہے کہ آنحضورؐ اس عورت کے پاس نکاح سے پہلے تشریف لے گئے۔ آپ نے جس حدیث پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر لی ہے اگر اس سے پہلے اور بعد کی احادیث بھی آپ پڑھ لیتے تو غالباً اتنے سوالات آپ کے ذہن میں پیدا نہ ہوتے۔ پہلے کی حدیث میں یہ ذکر ہے کہ "ازواج النبیؐ میں سے ایک (یعنی جَون کی لڑکی) کے پاس جب آنحضورؐ گئے تو اس نے اللہ کی پناہ مانگی"۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ واقعہ اس کے ازواج میں شامل ہونے کے بعد پیش آیا۔ پھر آپ کی نقل کردہ حدیث کے بعد والی حدیث میں بھی یہ تصریح ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا، پھر جب اس سے خلوت ہوئی . . ."۔ اُمیمہ دراصل اسی عورت کا نام ہے جسے دوسری احادیث میں جَونیہ یا ابنۃ الجون

(جون کی لڑکی) وغیرہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ بنو جَوْن اُس قبیلے کا نام ہے جس سے یہ عورت تعلق رکھتی تھی۔

اس تشریح سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تنہا جس گھر یا باغ میں جانے کا ذکر ہے، وہ گھر اسی عورت کی جائے قیام تھا جس کا عقد آنحضورؐ سے ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ کے یہ سارے سوالات غیر ضروری ہو جاتے ہیں کہ یہ باغ کیسا تھا۔ وہاں آنحضورؐ کے اکیلے جانے اور اس عورت سے ایسی بات کرنے کا کیا مقصد تھا؟ ایک خاوند اپنی بیوی کے پاس جا سکتا ہے اور اس سے ہر طرح کی بات کر سکتا ہے۔

باقی رہا آپ کا یہ سوال کہ عورت نے جواب میں یہ کیوں کہا کہ "ایک ملکہ بازاری لوگوں کے سپرد اپنے آپ کو کیسے کر سکتی ہے"؟ تو اس کا سیدھا صاف جواب یہ ہے کہ جو بدبخت انسان ایک نبی کی حقیقی قدر و منزلت سے ناآشنا ہو وہ اگر نبی کو کاہن، کاذب، مجنون، ساحر، شاعر سب کچھ کہہ سکتا ہے تو آخر "بازاری" ہی کیوں نہیں کہہ سکتا۔ منافقین اپنے آپ کو "معزّزین" اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین مخلصین کو ذلیل کہتے تھے۔ اس طرح کی بکواس کوئی اچنبھے کی بات نہیں اور نہ اس سے نبی کی شان میں کمی واقع ہوتی ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس عورت نے جو لفظ استعمال کیا تھا وہ "سُوقہ" تھا۔ اس کا ترجمہ بازاری کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ بازاری کے لفظ میں جو ابتذال پایا جاتا ہے، سُوقہ کے لفظ میں وہ نہیں پایا جاتا۔ عربی میں سُوقہ سے مراد "عامی" ہے جسے انگریزی میں (COMMONER) کہتے ہیں۔

آخری سوال آپ کا یہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کیوں بیان کیا اور اس سے ہمیں کیا فائدہ پہنچا؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نبی کی ذات ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام اور بعد کے لوگوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ آپ کے ہر قول و فعل سے ہدایت اخذ کریں اور اسے دوسروں تک پہنچائیں۔ آپ نے اس معاملے میں اتنے ایثار سے کام لیا کہ اپنی خانگی زندگی کے تعلقات اور زن و شو کے معاملات کو بھی مخفی نہیں رکھا اور صحابہ کے سامنے پیش